آج کا دور مذہبی تاریخ میں عظیم الشان دور شمار ہوگا۔

تحریک جدید کے سال نو کا آغاز

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے یہ بتایا تھا کہ اس دفعہ پنجاب حکومت نے جماعت احمدیہ کو ربوہ مرکز سلسلہ میں ایک لمبے عرصے کے انقطاع کے بعد خدام الاحمدیہ کے اجتماع کی اجازت دے دی ہے۔ اگر چہ اجازت اپنی ذات میں بہت ہی کنجوسی کے ساتھ دی گئی ہے۔ کئی ایسی شرائط عائد کی گئی ہیں جن کی رو سے جو اجازت کے نتیجے میں بشاشت پیدا ہونی چاہئے تھی ویسی نہیں ہوسکتی لیکن بہر حال اجازت ضرور ہے۔ تو اس پہلو سے میں نے جماعت کو تاکید کی کہ اس پر بھی شکر واجب ہے اور خدا کا شکر تو ہم ہمیشہ کرتے ہی ہیں اور ہمیشہ کرتے رہیں گے مگر پنجاب حکومت نے جو معمولی سی شرافت کا اظہار کیا ہے اس کے نتیجے میں اس حکومت کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ ساتھ ہی میں نے یہ بتایا تھا کہ مجھے ڈر ہے کہ علماء یعنی پاکستان کے وہ معاندین جو علماء کہلاتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے درپے آزار رہتے ہیں ان کو یہ اجازت بہت تکلیف دے گی اور اس کا وہ شدید رد عمل دکھائیں گے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ حکومت پنجاب پر اس کا کیا اثر پیدا ہوتا ہے۔

ان دونوں باتوں میں سے پہلی بات اصلاح طلب ہے۔ جو اجازت حکومت پنجاب کی طرف منسوب کی گئی تھی معلوم ہوتا ہے وہ ڈپٹی کمشنر نے دی تھی اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اپنے بالا افسروں

سے انہوں نے پوری احتیاط کے ساتھ، وضاحت کے ساتھ اجازت حاصل نہیں کی تھی۔ چنانچہ اجازت دینے کے معاً بعد جب علماء نے یہ شور مچایا یعنی ان لوگوں نے جن کو علماء کہا جاتا ہے انہوں نے شور مچایا تو پہلے دن ہی حکومت پنجاب نے شدید ردعمل دکھایا احمدیوں کے خلاف اور ڈی سی نے زبانی پیغام بھجوایا اے سی کو کہ وہ فوری طور پر دھونس جما کر جس طرح بھی ہو اس اجازت کو منسوخ کروا کر یہ اجتماع بند کروا دیں۔ اے سی اور پولیس والے نمائندے جماعت پر زور دیتے رہے لیکن جماعت نے یہ مؤقف لیا کہ جب تک آپ باقاعدہ تحریری طور پر اپنی تحریری اجازت کو منسوخ نہیں کرتے اس وقت تک آپ کا کوئی حق نہیں کہ ہم سے توقع رکھیں کہ ہم ایک جاری اجتماع کو بند کر دیں جس میں شمولیت کے لئے ہزارہا نوجوان دور دراز کا سفر طے کر کے آئے ہیں۔ لیکن انہوں نے اپنا دھونس کا طریق جاری رکھا اور دباؤ ڈالنے کے لئے ناظر صاحب امور عامہ مرزا خورشید احمد صاحب کو اور ان کے بھائی جو اس وقت ناظر اصلاح وارشاد ہیں یعنی ایک حصہ کے ناظر اصلاح وارشاد مرزا غلام احمد صاحب کو پکڑ لیا بغیر کسی وارنٹ کے، بغیر کسی تحریری حکم نامے کے اور ان کے ساتھ دو امور عامہ کے کارکنان کو اور اس کے علاوہ کچھ اور لوگوں کے پکڑنے کے لئے انہوں نے کوششیں شروع کر دیں اور ان کو رات کو چھاپہ مار کے وہاں چنیوٹ تھانے میں پہنچا دیا گیا جہاں سے دوسرے دن باقاعدہ جیل میں منتقل کیا گیا۔

ان کی حماقت کی حد یہ ہے کہ جماعت کو یہ پیغام بھی دیا کہ اگر آپ ان دونوں کو چھڑوانا چاہتے ہیں تو ان کے بدلے کوئی اور احمدی دے دیں اور مجھے یہ پیغام فون کے ذریعے ملا۔ میں نے پیغام دینے والے سے کہا آپ نے سوچا کیوں نہیں یہ پیغام کوئی دینے والا پیغام ہے۔ میرے لئے سارے احمدی برابر ہیں بلکہ وہ دو خدا تعالیٰ کے فضل سے سعادت پا رہے ہیں میں کیوں ان کی اس سعادت میں مخل ہوں۔ اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کو فوراً انکار کر دینا چاہئے تھا۔ جماعت احمدیہ کے کسی فرد کو خواہ وہ کسی مقام سے تعلق رکھتا ہو اگر خدا کی خاطر اذیت دی جا رہی ہو تو اس کا دنیا میں کوئی متبادل نہیں ہے۔ اس کا ہی حق ہے اسی کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے اور اس کی سعادت میں مخل ہونے کا مجھے بھی کوئی حق نہیں۔ چنانچہ میں نے کہا ان کو کہیں مزے کریں اور مجھے بڑی خوشی ہوئی اس پہلو سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کو بھی اس بابرکت دور

میں اس تھوڑی سی اذیت کی جو بالکل معمولی ہے توفیق عطا ہوئی۔

اس کے بعد جب دوسرے دن بھی جماعت احمدیہ نے اجتماع بند کرنے سے انکار کر دیا تو ایک وفد اے سی کے پاس پہنچا کہ پولیس اس طرح دباؤ کر رہی ہے آپ یہ ظلم کر رہے ہیں آپ آخر کیا چاہتے ہیں۔ جب تک تحریری حکم نامہ نہیں ملے گا ہم ہرگز اس اجتماع کو منسوخ نہیں کریں گے۔ اس نے کہا ہم نے آپ کو تحریری اجازت ہی نہیں دی تھی۔ ہم نے تو صرف یہ اجازت دے تھی کہ آپ کھیلیں کریں۔ آپ نے ہم سے دھوکا کیا ہے اور کھیلوں کے نام پر اجازت لے کے آپ نے تربیتی اجتماع بھی شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ کھیلوں کے لئے آپ نے مسجد اقصیٰ میں اجازت دینی تھی۔ وہ کون سی کھیلیں تھی اور جسمانی مقابلے تھے اور دوڑیں تھیں جو مسجد میں منعقد کی جاتیں اس لئے آپ عقل سے کام لیں اور ساتھ انہوں نے اس اجازت نامہ کی فوٹو سٹیٹ کاپی دکھائی کہ یہ اجازت نامہ دیکھیں ہماری درخواست یہ تھی کہ ہم تعلیمی، تربیتی اجتماع کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ کھیلوں کا بھی انعقاد ہوگا اور ہر قسم کے ورزشی مقابلے بھی ہوں گے۔ ان سب کے اوپر ڈپٹی کمشنر نے تحریری اجازت دی ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا مجھے دکھاؤ اور دیکھ کر اسی کے اوپر آرڈر لکھ دیا کہ میں منسوخ کرتا ہوں۔

بہرحال نصف تک وہ اجتماع ہو چکا تھا۔ تو میں نے تو کہا تھا کہ ایک قطرہ پہلا ہے بارش کا۔ بظاہر تو یہ نصف قطرہ لگتا ہے لیکن دراصل یہ قطرہ پنجاب حکومت کی طرف سے آیا ہی نہیں۔ اس بیابان میں تو اتنے بھی بخارات نہیں ہیں کہ سارے مل کر آسمان پر جا کر ایک قطرہ بن کے برس سکیں۔ پس وہ تھا تو قطرہ ہی مگر خدا کے فضل کا قطرہ تھا اور اب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے فضل کا یہ قطرہ بارش ضرور بنے گا اور کوئی دنیا کی طاقت اس بارش کی راہ میں روک نہیں بن سکتی کیونکہ اس سے پہلی رات مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی تھی جو میں نے آپ کو بتائی تھی کہ اگر تم دعاؤں میں ثابت قدم رہو اور چمٹے رہو دعاؤں کے ساتھ تو خدا تعالیٰ آج بھی قدرت نمائی کر سکتا ہے اور وہ ضرور کرے گا۔ اس لئے ہرگز کسی پہلو سے مایوسی کی بات نہیں ہے۔

اس لئے جہاں تک قطرے اور فضل کے مضمون کا تعلق ہے وہ اپنی جگہ قائم ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سامان ہوئے ہیں۔ اگر کوئی دھوکا ہوا ہے ان کو ہماری درخواست سمجھنے میں تو یہ بھی

بعض دفعہ فرشتوں کی طرف سے لوگوں کی عقلوں پہ پردے پڑ جاتے ہیں وہ پوری طرح تحریر بھی نہیں پڑھ سکتے کہ کیا لکھا ہوا ہے۔ مگر جو کچھ ہوا یہ تقدیر کے نتیجے میں ہوا ہے اور کسی اتفاقی غلطی کی طرف اس کو منسوب نہیں کیا جا سکتا اور اس نصف اجتماع میں بھی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے حوصلے ہوئے اور بہت جو اجتماع کے پیغام ملے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خدام بہت خوش گئے ہیں اور بڑی مدت کے بعد ان کی یہ آرزو پوری ہوئی کہ اجتماع کی خاطر ربوہ مرکز سلسلہ میں جمع ہو سکیں۔

جب مخالفتوں کا آغاز ہوا تھا پاکستان میں تو ۱۹۸۴ء ہی میں میں نے ایک خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آ رہے اور دن بدن فتنوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور کوشش یہ ہے کہ جماعت کو ہر لحاظ سے نیست و نابود کر دیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خوشخبریاں مل رہی ہیں اور قرآن کریم کے مطالعہ سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کثرت کے ساتھ جماعت پر اپنے فضلوں کی بارشیں برسائے گا اور ساتھ میں نے اس ضمن میں یہ مثال دی تھی کہ کبھی چھتریوں سے بھی بارشوں کے پانی روکے جا سکتے ہیں، کبھی چھتوں کے ذریعے بھی بارشوں کے اثرات سے زمین کو محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ کتنے سائبان تان لو گے۔ جب خدا کے فضل کی بارش برسے گی تو لازماً برسے گی اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔

چنانچہ وہاں انہوں نے اپنی طرف سے بہت سائبان تانے۔ سارے ملک میں احمدیوں کو اس فضلوں کی بارش سے محروم کرنے کی کوشش کی لیکن جماعت گواہ ہے کہ یہ فضل کئی کئی طریق سے نازل ہوتے رہے اور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اتنا غیر معمولی خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و رحم کے ساتھ جماعت کے اخلاص کو بڑھایا۔ اس کے ایمان کو بڑھایا، اس کے نیک اعمال کی طاقت کو بڑھایا، اس کی وفا کو ثبات قدم عطا فرمایا اور نئے حوصلے دئے اور ایک ایسی عظیم مذہب کی تاریخ قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس کی قربانیاں ہمیشہ قیامت تک کے لئے قربانیوں کے آسمان پر روشن ستاروں کی طرح چمکتی رہیں گی۔ ایک نیا قربانیوں کا آسمان تعمیر کیا گیا ہے اس دور میں اگر آپ غور کریں اور پرانے مذاہب کی تاریخ سے موازنہ کر کے دیکھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ اس تھوڑے سے عرصے میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اپنے فضل کے ساتھ کتنی عظیم الشان تاریخی قربانیوں کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ کتنے وسیع پیمانے پر قربانیوں کی توفیق عطا فرمائی ہے اور کتنے حوصلے اور صبر اور ضبط اور

وفا کے ساتھ ان قربانیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

یہ جو پہلو ہے یہ بعد کی دنیا زیادہ شان اور وضاحت کے ساتھ دیکھ سکے گی۔ جس دور میں تاریخ بن رہی ہو وہاں اس قدر وضاحت کے ساتھ یہ باتیں دکھائی نہیں دیا کرتیں کیونکہ ہم ان تکلیفوں میں ملوث ہو چکے ہیں اور ان تکلیفوں کی لذت بھی محسوس کر رہے ہیں۔ دکھ کے ساتھ ساتھ لذت کا پہلو بھی مسلسل جاری ہے اس لئے ہم جو اس دور میں اس وقت ملوث ہیں ان کھلاڑیوں کی طرح جو کھیل میں مصروف ہوں وہ سارے کھیل کے مجموعی نظارے کو اس طرح نہیں دیکھ سکتے جس طرح باہر کے بیٹھے ہوئے تماشائی دیکھ سکتے ہیں۔

تو یہ تاریخ کے تماشائی بعد میں آیا کرتے ہیں۔ وہ جب مڑ کر دیکھیں گے اور جماعت احمدیہ کے اس دور پر نظر کریں گے تو حیرت کے ساتھ دیکھیں گے کہ یہ کیسی جماعت تھی کیسے لوگ تھے۔ کیسے صبر آزما مشکل وقتوں میں خدا تعالیٰ نے ان کو ثبات قدم کی توفیق بخشی اور کتنے وسیع پیمانے پر اتنے بھاری ابتلا اور اتنے بھاری تشدد اور دباؤ کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ تو وہ یقیناً اس دور کو مذہب کی دنیا میں ایک عظیم الشان دور کے طور پہ شمار کیا کریں گے اور یہ امر واقعہ بھی ہے۔

تو میں نے یہ کہا ان سے کہ تم لوگ کیا کوشش کر رہے ہو کبھی خدا کے فضلوں کی بارش کو بھی کسی نے روکا ہے۔ ناممکن بات ہے اور یہ بارش اگر پاکستان تک محدود رہتی تو پھر بھی ان کی دخل اندازی کے نتیجے میں ہم کہیں کہیں رخنے پیدا ہوتے دیکھ لیتے۔ بعض چھتوں کے نیچے خشکی دکھائی دیتی بعض سائبانوں کے نیچے ہم سمجھتے کہ پانی کا اثر نہیں پہنچا مگر خدا نے تو اس بارش کو ایک عالمی بارش بنا دیا۔ تمام دنیا میں اس زور کے ساتھ یہ برکھا برسی ہے اور اس شان کے ساتھ برستی چلی جارہی ہے کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ کہاں ان کی طاقت ہے، کہاں ان کی مجال ہے، کہاں ان کے اندر یہ استطاعت ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں جا کر جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک سکیں اور جس تیزی سے یہ ترقیات اپنی رفتار میں بڑھ رہی ہیں وہ ایک حیرت انگیز نظارہ ہے۔

بعض خوشخبریاں ایسی ہیں جو انشاء اللہ میں بعد میں آپ کو بتاؤں گا جو اس وقت اپنے تخلیق کے مراحل میں ہیں اور بہت ہی عظیم الشان خدا تعالیٰ کی طرف سے آئندہ کے لئے خوشخبریوں کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں اور بنیادیں قائم ہو رہی ہیں جو کچھ جلسہ سالانہ تک ہو چکا تھا اس کے کچھ نظارے

آپ نے دیکھے اور کچھ بعد میں پاکستان میں اور دوسرے ممالک میں ویڈیو کے ذریعے دکھائے گئے۔ ان کو دیکھنے کے بعد اس کثرت سے خط مل رہے ہیں کہ ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے کتنی ترقی عطا فرمادی ہے اور کسی تیزی سے ترقی عطا فرماتا چلا جا رہا ہے۔ بعض لوگوں نے لکھا کہ یہ ساری ویڈیو ہم نے روتے روتے دیکھی اور یہ سارے خوشی کے اور تشکر کے آنسو تھے۔ کہتے ہیں ہم کھولتے تھے گھر والے اور لمبا عرصہ تھا بار بار دیکھنی پڑتی تھی اور ہمارے آنسو رواں ہو جاتے تھے اور ہم خدا کے شکر کے سجدے بجالاتے تھے کہ اے خدا! تو نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے اور کتنی عظیم الشان فتوحات کے آغاز فرما دئے ہیں۔ ابھی تو دروازے کھلے ہیں، ابھی تو نئے ایوان ہمارے سامنے آئے ہیں ابھی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اگلی صدی میں ان نئے ترقی کے راستوں پر چل کر ہم نے بہت سی فتوحات حاصل کرنی ہے اور اب صدیوں کے حساب سے نہیں سالوں کے لحاظ سے سفر طے ہونے والے ہیں۔ ایسے سفر سالوں میں طے ہوں گے جو قومیں صدیوں میں طے کیا کرتی ہیں اس لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ **خدا کی طرف سے جو بھی خوشخبری ملتی ہے وہ ضرور پوری ہو کے رہتی ہے کوئی دنیا کی طاقت اس کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی اور یہ خوشخبریاں پاکستان کے حق میں بھی ضرور جماعت احمدیہ پوری ہوتی دیکھے گی یعنی اپنے حق میں پاکستان میں پوری ہوتی دیکھے گی اور جو چاہے دنیا زور لگالے خدا کی اس تقدیر کو نہیں بدل سکتے، نہیں بدل سکتے، ہرگز نہیں بدل سکتے۔**

جہاں تک پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مالی قربانی کا تعلق ہے وہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بارہا بیان کیا ہے ہر پہلو سے ہر مشکل دور میں ہمیشہ قدم آگے بڑھا ہے۔ ایک بھی سال ایسا نہیں آیا جس کے متعلق ہم کہہ سکیں کہ کسی شق کے لحاظ سے پاکستان کی جماعت نے مالی قربانی میں پیچھے قدم اٹھایا ہو یا اس کے قدم رک گئے ہوں۔ بلکہ ترقی کی رفتار بھی ہمیشہ اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی ہے۔

تحریک جدید کے نقطہ نگاہ سے بھی خدا کے فضل سے اب تک پاکستان دنیا بھر میں قربانی کے میدان میں صف اول میں پہلا ہے اور جہاں تک تعداد کا تعلق ہے یعنی چندہ دہندگان کی تعداد کے لحاظ سے اس میں بھی خدا کے فضل سے ساری دنیا میں پہلا ہے اور پاکستان کے چندہ دہندگان کی

تعداد یہ سال جو گزرا ہے اس میں اٹھتر ہزار (۷۸،۰۰۰) ہو چکی تھی اور باقی ساری دنیا میں تحریک جدید میں حصہ لینے والوں کی تعداد اٹھتر ہزار (۷۸،۰۰۰) ابھی تک نہیں ہوئی۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ جو مشکلات اور ابتلاؤں کے دور ہیں یہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی کمر توڑنے کی بجائے اسے اور مضبوط کر گئے ہیں اور غیر معمولی طور پر خدا کی خاطر قربانی کرنے کا جذبہ جماعت میں پیدا ہو چکا ہے۔

ایک کینیڈا کے مشہور مستشرق پاکستان تشریف لے گئے تھے سال ڈیڑھ سال پہلے اور اب انہوں نے ایک کتاب شائع کی ہے اسی موضوع پہ کتاب لکھی ہے جس کا عنوان یہ ہے کہ Coercion and Conscience غالباً اس کا عنوان ہے کہ انسانی ضمیر اور جبر و تشدد اور یہ کتاب انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق لکھی ہے کہ پاکستان میں کیا ہو رہا ہے ان کے ساتھ اور ان کا کیا ردعمل ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے یہ دونوں باتیں بیان کی ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں، اپنے رنگ میں انہوں نے پیش کی ہیں۔ ایک یہ کہ قربانی کے دور میں جماعت احمدیہ کسی پہلو سے بھی میدان سے پیچھے نہیں ہٹی اور ان کے اندر نئے عزم پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں اور دوسرا یہ کہ قربانی کرنے والوں کو ایسا مزہ آتا ہے قربانی کا کہ میں نے جیلوں میں جا کر بڑے بڑے بوڑھوں کے ساتھ بھی بات چیت کی، جوانوں سے بھی بات کی اور میں یہ دیکھ کے حیران ہوتا تھا کہ ان کو لذت کس بات کی آ رہی ہے۔ وہ مجھے سمجھانے کی کوشش کرتے تھے کہ یہ خدا کی خاطر قربانی کا مزہ ہے لیکن جو کچھ انہوں نے سمجھا اس کے باوجود یہ اس کو پوری طرح بیان نہیں کر سکے اپنی کتاب میں۔ تعجب کا بیان کر دیا ہے لیکن وہ کیا چیز تھی جس کی وہ لذت محسوس کرتے تھے جس کو وہ پوری طرح نہیں سمجھ سکے اور دوسرا انہوں نے یہ لکھا ہے کہ قربانی کے ہر میدان میں جماعت آگے بڑھ رہی ہے اور دشمن اس پہلو سے جماعت کو شکست دینے میں بالکل ناکام اور نامراد رہا ہے۔ کوئی ایک پہلو بھی نہیں ہے جس میں جماعت احمدیہ نے اپنا قدم پیچھے ہٹا لیا ہو۔

پس اس پہلو سے یہ پاکستان میں جو جماعت احمدیہ کی قربانیوں کی عظیم الشان تاریخ بن رہی ہے یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے اور اسی سعادت کا یہ ایک پھل ہے جو بیرونی دنیا میں بھی ہم کثرت کے ساتھ خدا کے فضلوں کی بارش نازل ہوتے دیکھتے ہیں۔

اب جہاں تک مختلف پہلوؤں سے تحریک جدید کا جائزہ لینے کا تعلق ہے اس کے بیان سے پہلے میں آپ کو مختصراً یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ دورِاول کا یہ ۵۶واں سال ہے جواب شروع ہو رہا ہے۔ یعنی آج سے پچپن سال پہلے اس تحریک کا حضرت مصلح موعودؓ نے آغاز فرمایا تھا اور اس میں دفتر اول یعنی پہلے جو اس میں شامل ہوئے تھے ان کا یہ ۵۶واں سال گزر رہا ہے۔ یعنی ۵۵واں سال گزر رہا ہے اور ۵۶واں چڑھنے والا ہے۔ دفتر دوئم جو بعد میں قائم کیا گیا اس کا یہ ۴۶واں سال ہے اور دفتر سوئم کا ۲۵واں اور دفتر چہارم کا پانچواں سال ہے۔

اس ضمن میں جو اعداد و شمار میں آپ کے سامنے پیش کروں گا اس کے متعلق یہ یادرکھیں کہ یہ اعداد و شمار ہر لحاظ سے مکمل نہیں ہیں۔ یعنی جو اطلاعات وصولی کی یا تعداد کی مل چکی ہیں ان کے لحاظ سے درست تو ہیں یعنی ان سے کم تعداد نہیں اور ان سے کم وصولی نہیں لیکن زیادہ کے متعلق ہم ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ بہت سی جماعتیں آخری رپورٹ بھجوانے میں دیر کر دیتی ہیں اور کچھ ان کو یہ بھی عذر ہے کہ ابھی وصولی کے لئے تین ماہ باقی ہیں۔ اس لئے سو فیصدی اطلاع اب تک کے لئے نہیں دی جاسکتی یہ درست ہے لیکن جو اطلاع دی جاسکتی ہے اس میں بھی سستی دکھائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اعداد و شمار اپنی آخری قطعی صورت میں آپ کے سامنے پیش نہیں کئے جاسکتے۔

مجموعی طور پر یہ میں آپ کو ایک موازنہ بتا دیتا ہوں کہ ۸۸۔۱۹۸۷ء میں جو وصولی کی اطلاع ہمیں ملی تھی وہ چار لاکھ پچاس ہزار تین سو اکتالیس (۴،۵۰،۳۴۱) پاؤنڈ تھی۔ یعنی اس وقت جو گزشتہ سال وصولی کی اطلاع تھی اس کی رو سے چار لاکھ پچاس ہزار تین سو اکتالیس (۴،۵۰،۳۴۱) پاؤنڈ یا اس کے متبادل دوسری کرنسی میں رقمیں مل چکی تھیں اور ۸۹۔۸۸ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ وصولی بڑھ کر سات لاکھ بچاس ہزار آٹھ سو نواسی (۷،۵۰،۸۷۹) ہو چکی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً پچاس فیصد یا چالیس سے پچاس کے درمیان اتنے فیصد خدا کے فضل سے صرف تحریک جدید میں اضافہ ہوا ہے اور یہ ایک غیر معمولی اضافہ ہے کیونکہ یہ سال جماعت کے اوپر بہت زیادہ مالی دباؤ کا سال تھا۔ اس سال تمام دنیا میں یہ کوشش کی گئی تھی کہ صد سالہ جوبلی کے جو وعدے بقایا رہ گئے ہیں وہ پورے کئے جائیں اور بہت زیادہ زور تھا اس طرف۔ اس ضمن میں وعدوں کے علاوہ بھی دیگر اخراجات اٹھ رہے تھے، بہت سے سفر کرنے پڑے احباب جماعت کو صد سالہ جوبلی کے جشن منانے

کے سلسلے میں ۔ کاموں کے سلسلے میں بہت سے وقت دینے پڑے اور کئی پہلوؤں سے وقت کی قربانی مالی قربانی بھی بنتی رہی ۔ لیکن اس کے باوجود یہ اضافہ بتاتا ہے کہ خدا کے فضل سے اس سال کو خدا تعالیٰ نے تحریک جدید میں بھی ایک سنگ میل بنا دیا ہے اور غیر معمولی اضافہ بتا رہا ہے کہ انشاء اللہ آئندہ صدی میں اسی طرح ہمیشہ غیر معمولی اضافہ ہوتے چلے جائیں گے۔

میں نے اضافہ غلطی سے کم بتایا تھا یہ لکھنے والے نے جو لکھا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ساٹھ فیصد اضافہ بنتا ہے۔ سات لاکھ بچاس ہزار بٹا چار لاکھ پچاس ہزار کیا جائے اس پہلو سے میں نے تخمینہ بنایا تھا لیکن اگر چار لاکھ پچاس ہزار کے اوپر یہ جمع کیا جائے یہ تین لاکھ تو ٹھیک ہے ساٹھ فیصدی اضافہ بنے گا۔

مختلف پہلوؤں سے جو ممالک کی دوڑ ہے اس کا ذکر کرنے سے پہلے یہ بھی بتا دوں کے اکثر افریقین ممالک کو میں نے اس میں شمار نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افریقہ میں اس وقت اکثر ممالک میں شدید اقتصادی بحران ہے اور گزشتہ دو تین سال سے میری یہ کوشش ہے کہ افریقہ کے ممالک چندے کے نظام میں یعنی لازمی چندے کے نظام میں تمام دنیا کی جماعتوں کے مطابق اسی طریق کو اختیار کر لیں جو باقی جماعتوں میں کیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے افریقہ میں یہ طریق تھا اجتماعات کے موقع پر Sacrifice کے نام پہ قربانی کے نام پر چندے کا اعلان کیا جاتا تھا اور بغیر کسی حساب کے جس نے جو چاہا دے دیا اور وہ چادریں اکٹھی کر کے جو بھی روپیہ بنا وہ جماعت کا سالانہ چندہ بن جایا کرتا تھا۔ تو پہلے بھی میں ان کو لکھتا رہا لیکن کسی نے توجہ نہیں کی۔ گزشتہ سفر میں خصوصیت سے میں نے اس بات کی تاکید کی یہ نہیں چلے گا۔ افریقہ کی جماعت ساری دنیا کی جماعت کا ایک حصہ ہے اور وہی رسمیں یہاں چلیں گی جو باقی دنیا کی جماعتوں میں چلتی ہیں۔ ہم نے تمام دنیا کو ایک وحدت عطا کرنی ہے ظاہری لحاظ سے بھی اور اس پہلو سے ایک جیسی ادائیں، ایک جیسی رسمیں، ایک جیسے رواج سب دنیا میں قائم کرنے ضروری ہیں۔ چنانچہ وہ باقاعدہ اب مالی نظام جس طرح آپ کے ہاں یا دوسری جماعتوں میں قائم ہے اسی طرح افریقہ میں قائم کیا جا رہا ہے اور اس کی راہ میں بہت سی دقتیں ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جب تک یہ نظام پوری طرح مضبوطی کے ساتھ راسخ نہ ہو جائے اس وقت تک دوسرے طوعی چندوں کی طرف ایسی توجہ نہ کی جائے۔

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ریڑھ کی ہڈی قائم ہوگئی تو اس کے اوپر پھر گوشت پوست

بھی اور دیگر اعضاء بھی بڑی عمدگی کے ساتھ بننے شروع ہو جائیں گے۔

چنانچہ افریقہ کی طرف سے جو اطلاعات ہیں وہ اتفاقی قربانیوں کے نتیجے میں ہیں۔ اتفاقی یا انفرادی کہنا چاہئے۔ بعض ایسے ایسے مخلصین افریقہ میں موجود ہیں جو جماعت ان کو تاکید کرے یا نہ کرے خود پتا کر کے کہ کون سی تحریکات ہیں وہ ضرور اس میں چندے دیتے ہیں۔ اور اس پہلو سے یعنی انفرادی قربانی کی عظیم الشان مثالوں کے لحاظ سے افریقہ دنیا کے کسی اور خطے سے پیچھے نہیں ہے اور میں جب دورے پہ گیا ہوں تو بعض قربانی کے نمونے دیکھ کے میں حیران رہ گیا کہ کس طرح ان غریب ممالک میں جہاں شدید اقتصادی بحران ہے انفرادی طور پر ایسی ایسی عظیم الشان قربانی کی مثالیں ہیں کہ وہ دنیا کے کسی ملک کے لئے بھی قابل رشک قرار پانی چاہئیں۔

بہر حال افریقہ کے اعداد و شمار اس میں شامل نہیں ہیں۔ تعداد چندہ دہندگان کے لحاظ سے پاکستان کو خدا کے فضل سے سب پر فوقیت حاصل ہے اور اٹھہتر ہزار (۷۸،۰۰۰) چندہ دہندگان کی تعداد ہو چکی ہے۔ انڈونیشیا میں بھی اب تعداد کے اضافے کی طرف رجحان ہے اور آٹھ ہزار چالیس (۸،۰۴۰) انڈونیشا کے چندہ دہندگان کی تعداد ہے۔ تیسرے نمبر پر جرمنی آتا ہے اس میں خدا کے فضل سے تین ہزار دو سو اڑسٹھ (۳،۲۶۸) افراد شامل ہو چکے ہیں۔ چوتھے نمبر پر برطانیہ ہے جہاں دو ہزار اسی (۲،۰۸۰)۔ پانچویں پر بنگلہ دیش جہاں ایک ہزار سات سو پچھتر (۱،۷۷۵) اور چھٹے نمبر پر کینیڈا جہاں ایک ہزار پانچ سو پینتیس (۱،۵۳۵) اور ساتویں نمبر پر ماریشس جہاں نو سو پچیس (۹۲۵) چندہ دہنگان تحریک جدید میں حصہ لے رہے ہیں۔ امریکہ ماریشس کے بعد پانچ کی تعداد سے پیچھے رہ گیا ہے۔ یہاں کل تعداد نو سو بیس (۹۲۰) ہے لیکن میرا اندازہ یہ ہے کہ فرضی تعداد ہے۔ اسی طرح بنگلہ دیش کی تعداد بھی مجھے فرضی لگتی ہے اور برطانیہ کی تعداد بھی فرضی دکھائی دے رہی ہے۔ فرضی اس لئے کہ گزشتہ سال بھی یہی تعداد دکھائی گئی تھی اور یہ ناممکن ہے کہ بعینہٖ اتنی ہی تعداد میں لوگ حصہ لیں کیونکہ بعض دفعہ گر جاتی ہے تعداد۔ کچھ لوگ ملک چھوڑ جاتے ہیں، کچھ وفات پا جاتے ہیں، کچھ نئے بچے شامل ہوتے ہیں، نئے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے کم ہونا تو کسی طرح برداشت کیا جا سکتا ہے مگر بعینہٖ اتنی تعداد یہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ایک فرضی بات ہے جو تحریک جدید کا سیکرٹری تھا اس نے گزشتہ ریکارڈ دیکھ کر وہی تعداد دوبارہ لکھ دی ہے۔

تو یہ جو تعداد ہے امریکہ کی یہ نوسوبیس (۹۲۰) بھی فرضی ہے اور بنگلہ دیش کی بھی اور برطانیہ کی بھی ۔ فجی پانچ سو بیالیس (۵۴۲) نویں نمبر پر ہے۔ ناروے تین سوساٹھ (۳۶۰) دسویں نمبر پر۔ ڈنمارک دوسو پچاس (۲۵۰) گیارویں اور سویڈن دوسواڑتیس (۲۳۸) بارویں نمبر پر ہے۔

زیادہ سے زیادہ چندہ دینے والے ممالک میں پاکستان خدا کے فضل سے ہمیشہ کی طرح صف اول کا پہلا ہے اور دوسرے نمبر پر اب جرمنی آ گے آ چکا ہے اور باقی سب مغربی دنیا کے لئے ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کی وصولی ایک لاکھ چار ہزار چھیاسٹھ (۱،۰۴،۰۶۶) پاؤنڈ تھی اور چونکہ جرمنی میں جو نوجوان ہیں ان کی مالی حالت غیر معمولی طور پر اچھی نہیں اور اپنے دوسرے چندوں میں بھی ماشاء اللہ بہت با قاعدہ ہیں۔ اس لئے یہ ایک غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی ہے جرمنی کو جو خاص طور پر اس بات کی مستحق ہے کہ ہم ان کے لئے اور بھی دعائیں کریں۔

برطانیہ تیسرے نمبر پر ہے جہاں اکاسی ہزار دوسودو (۸۱،۲۰۲) وصولی ہوئی اگر چہ ان کا وعدہ اسی ہزار (۸۰،۰۰۰) کا تھا لیکن خدا کے فضل سے ایک ہزار دوسودو (۱۲۰۲) زائد دینے کی توفیق ملی۔

امریکہ چوتھے نمبر پر ہے جہاں پینسٹھ ہزار چھ سو پچیس پاؤنڈ (۶۵،۶۲۵) کے لگ بھگ امریکن ڈالر یعنی کہ متبادل امریکن ڈالر عطا کرنے کی توفیق ملی۔ کینیڈا کو بیالیس ہزار آٹھ سو سولہ (۴۲،۸۱۶) پاؤنڈ کے متبادل ڈالرز عطا کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ اور انڈونیشیا کو چونتیس ہزار تین سو تین (۳۴،۳۰۳)۔ انڈونیشیا بھی خاص طور پر مبارکباد کا مستحق ہے کیونکہ وہاں کی اقتصادی حالت بھی کافی خراب ہے اور لاکھوں روپے کے چند پاؤنڈ بنتے ہیں۔ تو اس لئے انڈونیشیا کی جو مالی قربانی کا معیار ہے وہ خدا کے فضل سے قابل تعریف اور اس لائق ہے کہ ان کو بھی خصوصی دعا میں یاد رکھا جائے۔

Per Capita چندے کے لحاظ سے یعنی فی چندہ دہندہ کتنا چندہ کسی ملک کے تحریک جدید کے مجاہد نے ادا کیا۔ امریکہ نمبر ایک ہے۔ گزشتہ سال ان کی اوسط چونسٹھ پاؤنڈ پچپن پینس بنتی تھی چندہ دہندہ۔ امسال اکہتر پاؤنڈ اور تینتس پینس بنتی ہے لیکن چونکہ ان کی تعداد میں کوئی نمایاں اضافہ نہیں ہوا اس لئے ان کی نسبت گری نہیں ہے لیکن ایسے ممالک جنہوں نے تعداد بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ اس پہلو سے اگر چہ ان کا چندہ بڑا ہے لیکن پھر بھی نسبت کم ہوگئی ہے۔

ہالینڈ نمبر دو پہ آتا ہے اور اس لحاظ سے تعجب انگیز ہے۔ ۳۲ پاؤنڈ ۸۸ پینس ان کی گزشتہ کی

اوسط فی چندہ دہندہ تھی امسال بیالیس پاؤنڈ دس پنس ہوگئی ہے اور سوئٹزرلینڈ تیسرے نمبر پر ہے۔ گزشتہ سال ستائیس پاؤنڈ پچاسی پنس فی چندہ دہندہ اوسط تھی اور امسال بیالیس تک پہنچے ہی۔ دس پنیس صرف پیچھے رہ گئے ہیں ہالینڈ سے۔

برطانیہ گزشتہ سال پینتیس پاؤنڈ ستاون پنس تھی امسال انتالیس پاؤنڈ ہوئی ہے لیکن چونکہ یہ تعداد فرضی ہے اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ واقعۃً فی اوسطاً انہوں نے کچھ اضافہ کیا ہے کہ نہیں اگر تعداد میں اضافہ ہوا تھا تو یہ اوسط گر گئی ہوگی۔

آسٹریلیا کی رپورٹ بھی درست نہیں لگتی کیونکہ یہ واحد ملک ہے جہاں امسال پچھلے سال کی نسبت نصف وصولی دکھائی گئی ہے تقریباً۔ پچھلے سال بتیس پاؤنڈ بیالیس پنس کے حساب سے انہوں نے آسٹریلین ڈالر ادا کئے تھے۔ امسال سترہ پاؤنڈ اکہتر پنس کے لحاظ سے۔ تو یہ ناقابل فہم ہے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ دنیا میں کسی جگہ بھی جماعت احمدیہ آگے ترقی کا قدم بڑھانے کی بجائے گر جائے یا اتنا گر جائے کہ نصف کے قریب پہنچ جائے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے لازماً اس رپورٹ میں کوئی غلطی ہے۔ مغربی جرمنی فی کس چندہ دہندہ کے لحاظ سے چھٹے نمبر پر ہے۔ پچھلے سال بتیس پاؤنڈ اکسٹھ پنس تھی اس سال اکتیس پاؤنڈ چوراسی پنس فی چندہ دہندہ ان کی قربانی ہے۔

یہ بظاہر چھٹے نمبر پر ہے لیکن عملاً یہ خدا کے فضل سے آگے شمار ہونا چاہئے کیونکہ جرمنی کے احمدیوں کی فی کس آمد باقی جو ممالک میں نے جن کی فہرست پڑھی ہے ان کے مقابل پر کم ہے۔ اس پہلو سے بھی خدا کے فضل سے ان کو ایک فوقیت نصیب ہوئی ہے اور ایک اور پہلو سے کہ انہوں نے تعداد میں نمایاں اضافہ کیا تھا پچھلے سال سے تو جب تعداد میں اضافے ہوتے ہیں تو چھوٹے چھوٹے بچے بھی شامل کر لئے جاتے ہیں اور ان میں فی چندہ دہندہ چندہ زیادہ نہیں بڑھتا لیکن تعداد بڑھتی ہے اور اوسط کم ہو جایا کرتی ہے تو اس کے باوجود اللہ کے فضل سے ان کو ایک خاصی اچھی رقم فی چندہ دہندہ عطا کرنے کی توفیق ملی۔

کینیڈا ساتویں نمبر پر آتا ہے اور یہاں بھی چونکہ تعداد بڑھانے پر زور دیا گیا تھا اگرچہ چندہ بڑھ گیا ہے لیکن اوسط کم ہوگئی اور تیس پاؤنڈ فی کس سے گر کر ستائیس اٹھانوے ہوگئی۔

سویڈن آٹھویں نمبر پر ہے جہاں پچیس تہتر سے گر کر بیس باون ہوگئی ہے امسال۔ تعداد میں

کوئی ایسا اضافہ نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے اس کا جواز ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ سیکرٹری تحریک جدید نے نمایاں کام نہیں کیا۔ ڈنمارک بیس اکہتر سے بڑھ کر بائیس نوے یہ نویں نمبر پر ہے اور ناروے سترہ اکہتر تھا امسال سترہ سنتیس ہے لیکن چونکہ تعداد میں اضافہ ہوا ہے اس لئے یہ قابل فہم ہے اور یقیناً اچھی کوشش ہے۔

پس مجموعی طور پر جو عمومی مقابلہ دیکھا جائے اضافہ کے لحاظ سے تو نمبر ایک جرمنی ہے جس نے گزشتہ سال کے مقابل پر سب سے زیادہ اضافہ دکھایا ہے۔ نمبر دو کینیڈا ہے اور نمبر تین امریکہ ہے۔ اب تک کینیڈا نے نئے سال کا جو وعدہ کیا ہے وہ ایک لاکھ کینیڈین ڈالر کا وعدہ ہے۔ یو کے نے نئے سال کا وعدہ اسی ہزار سے بڑھا کر نوے ہزار پاؤنڈ کر دیا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ باقی سب جماعتوں کی طرف سے جب وعدے وصول ہوں گے تو یہ جو غیر معمولی ترقی کا رجحان ہے یہ انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہے گا۔

آخر پر میں ایک عمومی تبصرہ اس رپورٹ پر کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق جماعتی نظام سے ہے۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ جماعتی نظام کی جو شاخ مستعد ہو اسی جماعت میں وہ بہتر نتائج پیدا کر دیتی ہے۔ ایک اچھا سیکرٹری تحریک جدید آ جائے تو باقی جماعت کے حالات ویسے ہی رہیں تب بھی وہ تحریک جدید کی کارکردگی میں نمایاں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک اچھا سیکرٹری وقف جدید آئے تو یہی بات وہاں ظاہر ہوتی ہے۔

اگرچہ ہم مقابلہ تو کرتے ہیں لیکن بالعموم میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جماعت پیدا کی ہے یہ زمین کے لحاظ سے ہر جگہ زرخیز ہے۔ دنیا کے کسی کونے میں بھی آپ چلے جائیں وہاں زرخیز جماعت ہی ملے گی۔ اگر پیداوار میں فرق پڑتا ہے تو وہ کسان کی قابلیت اور کام کرنے والے کی قابلیت کا مظہر ہوتا ہے۔ پس یہ بات یاد رکھیں کہ آگے پیچھے دوڑ میں تو ضرور کچھ لوگ آگے نکلیں گے کچھ پیچھے رہیں گے لیکن بعض لوگوں کا پیچھے رہ جانا عین ممکن ہے کہ ان کی اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے ہو جماعت کے عمومی اخلاص کی کمی کا مظہر نہ ہو اور مجھے یقین ہے کہ یہ ایسی ہی صورت ہے۔

اس ضمن میں دو باتیں خاص طور پر میں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ امراء جو اس بات کے عادی ہوں کہ جب تک وہ توجہ دیں اس وقت تک وہ کام ہوتے رہیں

اور جب ان کی نظر دوسری طرف ہو تو کام ہونے بند ہو جائیں ان کے ہاں جماعتوں میں متوازن ترقی نہیں ہوتی۔ بعض امراء اپنا وقت رکھتے ہیں کہ یہ اتنا حصہ میں فلاں کام پر دوں گا اور سب کو اس کام کی طرف مائل کر دیتے ہیں اور پھر وہ وقت دیتے ہیں دوسرے کام کے لئے، پھر تیسرے کام کے لئے اور جماعت کے کام اتنے بڑھ چکے ہیں کہ ان کی توجہ ہر طرف ہو نہیں سکتی اور سال میں کسی نہ کسی پہلے سے کوئی نہ کوئی کام تشنۂ تکمیل رہ جاتا ہے۔

اصول یہ ہے کہ امیر اپنے ماتحت تمام شعبوں کو ہمیشہ بیدار رکھے اور تربیت دے کام کرنے والوں کو کہ وہ امیر کی توجہ کے بغیر بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنے ضمیر کی روشنی سے کام کرنے کی عادت ڈالیں اور ہمیشہ اپنا محاسبہ خود کرتے رہیں۔ ایسے منتظمین اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیشہ اچھے نتائج ظاہر کرتے ہیں جو اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں، اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھیں۔ وہ یہ سمجھ رہے ہوں کہ یہ سارا بوجھ ہم پر ہے، ہم جوابدہ ہیں خدا کے سامنے۔ پس قطع نظر اس کے کہ ان کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے یا نہیں وہ ہمیشہ مستعد ہو کر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور ایسی جماعتیں جن میں یہ نظام جاری ہیں وہ اللہ کے فضل سے سب شعبوں میں متوازن کام کر رہی ہیں۔

پاکستان میں کراچی کی ایک مثال ہے خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ گزشتہ دسویں سال سے مسلسل پورے استقلال اور ثبات قدم کے ساتھ ہر شعبے میں متوازن کام ہو رہا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نظام جماعت کو جس طرح نافذ کرنا چاہئے تھا اس طرح خدا کے فضل سے وہاں کے امراء کو یکے بعد دیگرے یہ توفیق ملی کہ وہ نافذ کرتے چلے جائیں اور عمومی نگرانی رکھیں۔

یہ مضمون ہمیں قرآن کریم سکھاتا ہے اور قرآن کی روشنی میں میں اس کو مزید واضح کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے زمین اور آسمان کو چھ دنوں میں پیدا بھی کیا اور ٹھیک ٹھاک بھی کر دیا اور اس کے بعد ساتویں دن ہم عرش پر استویٰ کر گئے، ہم عرش پر قرار پکڑ گئے۔ اب جہاں تک آرام کا تعلق ہے خدا کے لئے تو آرام کا کوئی سوال ہی نہیں ہے وہ تو ایک انتھک وجود ہے اس لئے اس میں کیا پیغام ہے ہمارے لئے۔ پیغام ہمارے لئے یہ ہے کہ جب ایک اچھا منتظم نظام کے ہر پہلو کو درست کر کے جاری کر دیتا ہے تو اس کے بعد وہ ایک بلند حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ وہ ان سب باتوں پر پھر ایک آفاقی نظر ڈال رہا ہوتا ہے اور ہر چیز کی سطح پر نیچے اتر کے پھر اس کو دخل دینے کی

ضرورت نہیں رہتی۔ عرش پر بلند ہونا یا عرش پر استویٰ پکڑنا یہ مفہوم رکھتا ہے کہ خدا اپنی تخلیق میں ایک کامل نظام پیدا کرتا ہے اور جب وہ نظام جاری کر دیتا ہے تو اس کی نوک پلک درست کر کے اس کو اس طرح چلا دیتا ہے کہ پھر وہ جاری وساری ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پھر یہ جس طرح انسانی سطح پر ہم سوچیں تو بھاگنے دوڑنے کی پھر ضرورت کوئی نہیں کہ او ہو ہو ہو! فلاں شعبہ ختم ہو رہا ہے، فلاں جگہ یہ نقص پڑ رہا ہے اور فلاں جگہ یہ کام ہو رہا ہے۔ وہ سارا نظام اپنی ذات میں ٹھیک ٹھاک درست ہو کر جاری وساری ہو جاتا ہے اور کوئی شور اس کا سنائی نہیں دیتا۔

یہ بہترین نظام کی تصویر ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھینچی ہے۔ وہ امراء جو اپنے ماتحت شعبوں کو شروع میں محنت کر کے اور توجہ کر کے اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیتے ہیں اور جاری وساری کر دیتے ہیں اس کے بعد وہ پھر اپنی توجہ منتقل کرتے ہیں ایک اور شعبہ کی طرف، پھر ایک اور شعبہ کی طرف پھر ایک اور شعبہ کی طرف اور پھر رفتہ رفتہ جب سب نظام درست ہو جاتا ہے تو ان کو بھی خدا تعالیٰ کی طرح ایک عرش نصیب ہوتا ہے اور وہ دنیا کی سطح سے بلند سطح کا ایک عرش ہوتا ہے اور وہ اپنی جماعت میں ایک ایسی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں جس طرح خاندان کا ایک بزرگ جس کے بچے اس کے لئے کام کر رہے ہوں اور بظاہر وہ بیچ میں کاموں میں ملوث نہ ہو ان سے اوپر بالائی سطح پر بیٹھا نظارہ کر رہا ہو لیکن درحقیقت یہ اس کی عمر بھر کی محنت اس کا سلیقہ اس کی عقل ہی ہے جو اولاد میں اس قسم کے کام کی ہمت اور کام کا سلیقہ عطا کرتے ہیں۔

آپ بھی بحیثیت امراء اس طرح کام کریں۔ تحریک جدید کا شعبہ مثلاً ہے۔ میں نے گزشتہ چند سالوں سے خاص طور پر یہ مشاہدہ کیا ہے کہ آخری وقت تک رپورٹیں نہیں آ رہی ہوتیں۔ جب ان کو یاددہانی شروع کروائی جاتی ہے۔ تقریباً دو مہینے خطبے سے پہلے میں توجہ دلانی شروع کر دیتا ہوں اور اس کے باوجود وقت پر رپورٹیں نہیں پہنچتیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ توجہ نہیں کرتے کیونکہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی اطاعت کی روح ہے۔ وہ توجہ ذرا دیر سے شروع کرتے ہیں۔ جب تک ان کو جگایا نہ جائے ہوش نہ دلائی جائے ان کو پتا نہیں لگتا کہ ہم نے کیا کرنا تھا اور پھر شرم مانع ہو جاتی ہے۔ بعض جگہ وہ رپورٹیں پی جاتے ہیں کہ خاموشی اختیار کر جاؤ ہے ہی کچھ نہیں بیان کرنے کے لئے۔ ہر جگہ وہ دیر سے کام شروع کر کے وقت کے اوپر ختم نہیں کر سکتے۔ اس لئے کچھ تو

افراتفری میں بھیج دیتے ہیں رپورٹ اور کچھ وہ بعد میں بھیجتے ہیں اور پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ نے تو جلدی ڈالی ہوئی تھی اب ہم کیا کریں۔ پوری رپورٹ نہیں بن سکتی پھر گویا کہ سارا قصور یاد دلانے والے کا تھا کہ کیوں اس نے جلدی ڈالی کہ جلدی کرو، جلدی کرو۔ اب رپورٹ میں رخنہ رہ گیا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

ان کی مثال وہی قصے والی ہے کہ ایک شخص کے ہاں کوئی مہمان آیا تو اس نے اپنے نوکر سے کہا کہ کھانے کا وقت ہو گیا ہے دوپہر کا تو تم بھاگ کر دو آنے کی دہی لے آؤ۔ کیونکہ اس وقت ہمارے گھر میں اور کوئی چیزیں نہیں ہیں تو دہی کے ساتھ ذرا تھوڑا سا ایک نیا ذائقہ پیدا ہو جائے گا لیکن ذرا جلدی کرنا۔ اس نے کہا حضور! میں بس ابھی آیا۔ جب وہ چلا گیا وہاں جا کے دہی والے کے پاس کھڑا ہوا پھر باتیں شروع ہو گئیں وہ بھول ہی گیا کہ میں کس لئے آیا تھا۔ کافی دیر ہو گئی اس کو اور جب اس کو یاد آیا تو پتا لگا کہ کھانے کا وقت تو گزر چکا ہے۔ اس نے کہا پھر آج جاتے ہی نہیں کل جائیں گے دو پہر کو جب کھانے کا وقت ہو گا۔ چنانچہ اس نے اندازہ لگایا کہ اب کھانے کا وقت ہو گا مالک بیٹھنے والا ہو گا اس نے دو آنے کی دہی لی اور پلیٹ لے کے بھاگا بھاگا جب کمرے میں داخل ہو رہا تھا تو ٹھوکر لگی اور زمین پر جا پڑا، دہی بھی گر گئی۔ تو مالک کو مخاطب کر کے اس نے کہا ”تواڈی کالیاں نے ماریا“ کہ تمہاری جلدی نے مروادیا ہمیں نہ تم جلدی کرتے نہ میں گرتا نہ یہ دہی ضائع ہوتی۔

تو ایک دن بعد بھی ابھی وہ جلدی تھی۔ تو ایسے تحریک جدید کے سیکرٹری جو افراتفری میں لکھتے ہیں کہ آپ نے کیا مشکل ڈالی ہوئی ہے اتنی جلدی ہم نہیں کر سکتے اب خام رپورٹ ہے تو خام ہی صحیح۔ ان کی ایسی مثال ہے۔ لیکن ان کو اگلے سال بھی ہوش نہیں آتی یہ صرف فرق ہے۔ تو ایک دن بعد ہی صحیح، اگلے سال ہی اگر وقت کے اوپر رپورٹ بھیج دیں تو میں سمجھوں گا ان کی ان سے ملتی جلتی کچھ مثال تھی لیکن اٹھتے ہی نہیں۔ آج سے ان کی نگرانی شروع کر دیں۔ اس لئے امراء کا فرض ہے کہ آج سے ان کو جگائیں۔ آج سے ان کو کام کا سلیقہ سکھائیں آج سے ان کی نگرانی شروع کر دیں۔ ان کو بتائیں کہ تم نے آئندہ سال فلاں وقت سے ایک مہینہ پہلے ہی رپورٹ تیار کر کے مجھے پکڑانی ہے اور اس میں یہ لکھنا ہے کہ اعداد و شمار اب تک رونما ہو چکے ہیں اور ان کے رونما ہونے کی توقع ہے اور پھر آخری وقت میں پھر ٹیلگرام کے ذریعے، فیکسز (Faxes) کے ذریعے آخری ہنگامی اطلاع پہنچائی جا

سکتی ہے کہ ان اعداد و شمار کو درست کر لو یہ باتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔

تو اس پہلو سے جماعت کو بہت ضرورت ہے کہ اپنے نظام میں توازن پیدا کرے۔ بہت سی جماعتیں بہت اچھے کام کر رہی ہیں بعض شعبوں میں لیکن توازن نہ ہونے کی وجہ سے بعض شعبوں میں وہ پیچھے رہ جاتی ہیں۔

دوسری بات یہ بیان کرنے والی ہے کہ بارہا میں توجہ دلاتا ہوں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ لوگ بھول جاتے ہیں۔ دعا کا مضمون ایسا ہے جو ساری انسانی زندگی کی دلچسپیوں پر حاوی ہے اور عمومی دعائیں نہیں بلکہ خاص معاملات کے متعلق خاص توجہ سے دعا کرنا ضروری ہوا کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس میں برکت ملتی ہے۔ اس لئے امراء محض نظام کے خشک نگران نہ بنیں بلکہ ایک زندہ نظام کے زندہ نگران بنیں اور روحانی لحاظ سے ان کا دعا گو ہونا ضروری ہے، ان کا دعا پر ایمان رکھنا کامل یقین رکھنا ضروری ہے اور ہر مشکل کے وقت دعا کے ساتھ ان کو کام شروع کرنا چاہئے اور دعا کے ساتھ مشکل کشائی کے لئے خدا کے حضور گرنا چاہئے۔ اس طرح آپ کے ہر شعبے میں خدا کے فضل سے غیر معمولی برکت پڑے گی۔ جو لوگ دعا کے مضمون کو بھولتے نہیں ان کے کاموں میں بے انتہا برکت ہوتی ہے اور اس سے پہلے میں نے مثلاً تبلیغی میدانوں میں بھی دیکھا ہے جہاں امراء صرف خشک نظام قائم کرتے ہیں ان کے تنظیمی نظام میں برکت نہیں پڑتی جہاں دعا گو امراء ہیں اور دعائیں کرتے بھی ہیں اور عاجزی کے ساتھ دوسروں کو بھی دعا کی تلقین کرتے رہتے ہیں، درخواستیں کرتے رہتے ہیں ان کے ہاں غیر معمولی برکت پڑتی ہے۔

پس اپنے جماعتی نظام کو خشک Mechanical دنیاوی نظام نہ بننے دیں۔ اس کو اپنی دعاؤں سے، اپنے آنسوؤں سے، اللہ کی محبت سے تر رکھیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے کاموں میں حیرت انگیز برکتیں پڑنی شروع ہو جائیں گے۔ آپ کے وقت میں برکت پڑے گی۔ آپ کے کاموں کے پھلوں میں غیر معمولی برکت پڑے گی۔ ان کے ذائقے میں برکت پڑے گی، ان کی مٹھاس میں برکت پڑے گی، ان کے باقی رہنے کی صلاحیت میں برکت پڑے گی۔

پس یہ دو نصیحتیں میں آپ کو کرنی چاہتا ہوں یعنی نظام جماعت کے لحاظ سے توازن پیدا کرنے کی کوشش کریں اور خدا کے نظام سے سلیقہ سیکھیں اور اس عرش کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو ہر اچھے

منتظم کے مقدر میں ہوا کرتا ہے۔ وہ نظام مکمل کر دیتا ہے اور پھر عرش پر بیٹھ جاتا ہے لیکن آپ جس عرش پر بیٹھتے ہیں وہ خدا کے عرش کے قدموں میں رہے گا اور جب تک دعا کے ذریعے اس کا خدا کے عرش سے تعلق قائم نہ ہو وہ عرش کامل نہیں ہو سکتا یعنی آپ کا عرش بے معنی اور بے حقیقت ہو جائے گا۔

پس اس مضمون کو سمجھتے ہوئے عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں اللہ تعالیٰ ہمارا سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمیں صحیح معنوں میں دین کا حقیقی عرفان عطا کرے اور اس عرفان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔